ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ

www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.3 (2024)
(July to September)

قمر علی عباسی کے سفر ناموں میں تاریخی و ثقافتی عناصر کا مطالعہ

The Study of Historical and Cultural Elements in Qamar Ali Abasi's Travelogues

شگفتہ حلیم

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر غنچہ بیگم

ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

پروفیسر ڈاکٹر محمد امتیاز

شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Shagufta Haleem

Doctoral Candidate,Department of Urdu,Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Dr.Ghuncha Begum

Associate Professor and Head of Urdu Department, ,Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Prof. Dr. Muhammad Imtiaz

Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Abstract:

Qamar Ali Abbasi is a renowned figure in Urdu literature, known as a writer, travelogue author, columnist, playwright, and journalist. Among the travel writers of the 20th century, he established a unique style, mode of expression, and narrative. In his travelogues, he maintained the essence of truth, emotions, sentiments, and human nature. He wrote thirty-one travelogues, which reflect history, civilization, and culture. Through his travelogues, he familiarized readers with the importance of history and cultural elements. His works enlightened readers about the historical and cultural aspects of other countries around the world.Through his travelogues, he not only informed readers about past events and circumstances but also awakened the consciousness within humans that inspires them to reflect on the present and strive to create a better future.

Keywords: Enlightenment ,Culture and Civilization, Journeys, Sentiments, Consciousness, Human nature, better future.

زندگی ایک سفر ہے اور انسان ایک مسافر۔ سفر انسانی زندگی کی وہ بنیادی اکائی ہے جس کے بغیر کرہ ارض پر انسانی زندگی محال ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین تک کا سفر انسانی زندگی کی تاریخ کا پہلا سفر کہلاتا ہے۔ کرہ ارض پر انسانی زندگی کے ارتقاء کے ساتھ سفر کا اغاز ہوا۔ جوں جوں انسان متمدن ہوتا گیا، انھوں نے اپنی سفری حالات و واقعات کو محفوظ کرنا شروع کیا۔ جس سے انسانی زندگی میں سفر نامے کا آغاز ہوا۔ "سفر" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، کسی علاقے یا ملک کے

سیاحت کے لیے نکلنا ہے۔ جب کہ "نامہ" فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جس کی لغوی معنی تحریر شدہ عبارت کے ہیں۔ اردو کے علماء نے سفر عربی سے اور نامہ فارسی سے لے کر دونوں کے ملاپ سے سفر نامہ وضع کیا ہے۔ جس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہوا کہ روداد سفر کو تحریری صورت میں منتقل کرنے کا نام سفر نامہ ہے۔

سفر نامہ ایک زندہ صنف ہے۔ جو کسی سفر کے صرف خوشگوار اور ناخوشگوار حالات و واقعات تک محدود نہیں رہتی۔ سفر نامہ حقائق پر مبنی اردو ادب کا وہ بیانیہ اور زندہ صنف ہے جس میں سفر نامہ نگار سفر میں آنے والے واقعات اور حالات کا چشم دید گواہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے سفر میں جو کچھ دیکھتا ہے محسوس کرتا ہے۔ ان تمام مشاہدات اور تجربات کو اپنے الفاظ کا عملی جامہ پہنا کر قارئین کے معلومات اور تسکین کا ذریعہ بناتے ہیں۔ سفر کا مقصد چاہے جو بھی ہو قارئین کے معلومات میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے۔ بقول انور سدید:

> "سفر نامہ جس کا شمار اردو کی بیانیہ اصناف میں ہوتا ہے۔ یہ چشم دید واقعات پر لکھا جاتا ہے۔ اس لیے سفر اس کا اساسی شرط ہے۔ بادی النظر سفر نامے میں انجان راستوں کی سیر اور انوکھے شاعر کے مشاہدے کا تصور وابستہ ہے۔ اس لیے سفر میں تخیل کا عنصر فطری طور پر شامل ہوتا ہے۔ اور یہ متخیر انسان کو سفر پر اکساتا ہے۔ سفر کی نوعیت چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو سیاح یا مسافر اس بات کا ارزومند ہوتے ہیں کہ وہ تجربات سفر سے زیادہ اگاہی حاصل کر کے معلومات میں اضافہ کریں۔"(۱)

اردو ادب میں پہلا سفر نامہ ۱۸۳۷ء میں یوسف خان کمبل پوش نے "عجائبات فرہنگ" کے نام سے لکھا۔ اس سفر نامے کی پہلی اشاعت ۱۸۴۳ء میں "تاریخی یوسفی" کے نام سے ہوئی جس کو مطبع دارالعلوم دہلی نے شائع کیا۔ یوسف خان کمبل پوش کے اس سفر نامے سے اردو ادب میں باقاعدہ سفر نامہ نگاری کا آغاز ہوا اس کے بعد سر سید احمد خان (سفر ان لندن)، محمد حسین آزاد (سیر ایران)، مولانا شبلی نعمانی (سفر نامہ روم و مصر شام)، کے سفر نامے منظر عام پر آئے۔ بیسویں صدی میں سفر نامہ نگاری کی صنف اردو ادب میں بہت عروج پر رہا۔ کیونکہ اس صدی میں سفر ناموں میں زیادہ اضافہ ہوا۔ بیسویں صدی میں جو سفر نامے زیادہ مقبول قرار پائیں۔ ان میں دنیا گول ہے (ابن انشاء)، مسافر کی ڈائری (خواجہ احمد عباس)، نظر نامہ (محمود نظامی)، دھنک پر قدم (بیگم اختر ریاض الدین)، اندلس میں اجنبی (مستنصر حسین تارڑ)، سفر در سفر (اشفاق احمد)، لندن لندن (قمر علی عباسی) شامل ہیں۔

بیسویں صدی کے ان سفر نامہ نگاروں میں ایک نام قمر علی عباسی کا بھی ہے۔ جو اردو ادب کے نامور عالمی شہرت یافتہ ادیب، کالم نگار، ڈرامہ نگار، سفر نامہ نگار اور صحافی ہیں۔ آپ ۱۳ جون ۱۹۳۸ء کو امروہہ اتر پردیش ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد نو سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ پاکستان آگئے اور یہاں پر پاکستان کے انتہائی سرسبز و شاداب علاقے مری میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سنہ ۱۹۸۶ء میں انہوں نے سفر نامہ نگاری کی دنیا میں قدم رکھا اور "لندن لندن" کے عنوان سے پہلا سفر نامہ لکھا۔ سفر نامہ نگاری کی دنیا میں اپنے سفر کو برقرار رکھتے ہوئے انہوں نے اکتیس سفر نامے لکھیں۔ ان کے سفر ناموں کے اس قیمتی اثاثہ کے ذریعے اردو ادب میں ان کی خدمات اور نام کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء کو نیویارک میں ان کا انتقال ہو گیا اور نیویارک میں ہی سپرد خاک ہو گئے۔ ان کے سارے سفر نامے بیرونی سیر و سیاحت پر مشتمل ہے۔ ان کے سفر نامے اردو ادب میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ ان کا مخصوص انداز تحریر، سادگی، روانی کے ساتھ ساتھ کسی ملک کے تاریخی و ثقافتی عناصر بھی ہیں۔ جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ وہ سچے

واقعات بیان کرتے ہیں۔ آنکھوں دیکھا حال پر اکتفا کرتے ہیں۔ سنجیدہ واقعات کو بھی اپنی بہترین اسلوب کے بنا پر خوشگوار بنا دیتے ہیں۔ مجتبیٰ حسین قمر علی عباسی کی سفر نامہ نگاری کے متعلق رقم طراز ہیں:

> "قمر علی عباسی کے سفر ناموں کی سب سے بڑی خوبی وہ شگفتگی اور خوش دلی ہے جو جگہ جگہ پائی جاتی ہے۔ کوئی ملک کتنا ہی سنجیدہ اور وہاں کے باشندے کتنے ہی ثقہ کیوں نہ ہوں، خدا نے عباسی صاحب کو جو ذہانت کی دولت بخشی ہے۔ اس کے باعث اسلوب تحریر، رواں دواں سبک چابک دست، بے تکلف، تر و تازہ اور مزے دار بن جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کو اپنے منفرد اسلوب میں وہ ایسی فنکارانہ صلاحیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والا تحریر کی سحر میں ڈوب جاتا ہے۔"(۲)

قمر علی عباسی اگر ایک طرف اپنے مقاصد کی تکمیل میں جہاں انسان کی خواہش، تسکین، نظریات اور توقعات کو اپنے دائرہ عمل میں لاتا ہے۔ تو دوسری طرف انسانی زندگی سے وابستہ تاریخی اور ثقافتی عناصر میں تغیرات کو اپنے سفر ناموں میں اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ قاری ان سے مستفید ہو سکے۔ ان کی یہی خصوصیت اردو ادب میں ان کے سفر ناموں کی پہچان بنی۔ قمر علی عباسی کے سفر ناموں میں تاریخی و ثقافتی عناصر کی خوب مرقع کشی ملتی ہے۔ ان کے سفر ناموں کی انہی خصوصیات کو انھیں دور جدید میں شامل کر دیا ہے۔ ان کے ہر سفر نامے میں افسانے جیسا وحدت تاثر، ناول جیسی کہانی اور مصوری جیسی منظر کشی موجود ہے۔ ظہیر احمد صدیقی سفر نامے کے مطالق اپنے خیالات کا اظہار کو جس طرح کرتے ہیں:

> "اچھا سفر نامہ وہ ہے جس میں داستان کسی داستان طرازی، ناول جیسی ناول نگاری، ڈرامہ کی سی منظر کشی، کچھ آپ بیتی کا مزہ اور کچھ جگ بیتی کا سا لطف، پھر سفر کرنے والا جزو تماشا ہو کر اپنے تاثرات کو اس طرح پیش کرے کہ اس کی تحریر پر لطف بھی ہو اور معلومات افزا بھی"۔(۳)

سفر نامہ ایک ایسا ائینہ ہے جو ہمیں کسی ملک کے صدیوں پرانے ثقافت سے ملاتی ہے۔ اور اس ملک کے تاریخ کے بے جان اور خشک واقعات کو اپنی شگفتہ بیانی سے جاندار بنا کر آنے والے کئی نسلوں کے لیے کارآمد بنا دیتے ہیں۔ قمر علی عباسی کے اکتیس سفر ناموں میں تاریخی و ثقافتی عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہی عناصر عصر حاضر کے سفر نامہ نگاروں میں ان کی پہچان بنی۔ قمر علی عباسی کا شمار بیسویں صدی کے جدید سفر نامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ تاریخ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے جس ملک کی سرزمین پر قدم رکھا تو سب سے پہلے خصوصی توجہ وہاں کی ہر چیز کی تاریخ کو دی۔ پھر وہاں کے باشندوں کی ثقافتی زندگی کی طرف متوجہ ہوئے۔ سب سے پہلے قمر علی عباسی کے سفر ناموں میں تاریخی عناصر کا جائزہ لیتے ہیں۔ سری لنکا کی سیر و سیاحت کے دوران قمر علی عباسی نے سب سے پہلے کولمبو کا ذکر کیا۔ کولمبو سری لنکا کا دارالخلافہ ہے۔ کولمبو کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

> "کولمبو سب سے زیادہ آبادی کا شہر ہے۔ یہاں قدرتی بندرگاہ ہے۔ ۲ ہزار سال سے عرب چینی تجارت کے لیے آتے تھے۔ مسلمان بنیادی طور پر تاجر ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں مسلمان کولمبو آئے۔ یہاں سے تجارت آسان تھی۔ مسلمان اس جگہ آباد ہو گئے۔ یہ

شہر سری لنکا کی صنعت اور تجارت کا مرکز ہے۔ اس کے برابر "جیاوارڈ بنایورا کوٹی
ملک کا انتظامی صدر مقام ہے۔"(۴)

سری لنکا میں ایک ریڈیو سیلون ہے۔ قمر علی عباسی اپنے لڑکپن کے دور میں اس ریڈیو سیلون کے فلمی گانے بڑے شوق سے سنتے تھے۔ اس فلمی گانوں کے پروگرام کا نام "بنا کا گیت مالا" تھا۔ اس پروگرام میں ایک جادو تھا۔ قمر علی عباسی کے مطابق اس پروگرام کے شروع ہوتے ہی لوگ اس کو ریڈیو پر سننے کے لیے کھینچے چلے آتے تھے۔ ریڈیو سیلون کی تاریخ کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"ریڈیو سیلون جو کولمبو کی سب سے بڑی عمارت ہے۔ ریڈیو سیلون ۱۹۲۵ء میں شروع
ہوا۔ اور ۱۹۵۰ء میں اس میں ہندی سروس کا آغاز ہوا۔ ہندوستان سے کسی وجہ سے
گانے بند کر دیے گئے۔ مگر ریڈیو سیلون نے شروع کیے۔"(۵)

بینکاک میں دنیا کا سب سے قیمتی مندر ہے۔ اس مندر میں ایک ایسا مجسمہ رکھا گیا ہے۔ جس پر ساڑھے پانچ ٹن اصلی سونا چڑھایا گیا ہے۔ اسی لیے اس مجسمے کا نام گولڈن بدھار کھا گیا ہے۔ قمر علی عباسی اپنے سفر نامے "چلا مسافر سنگاپور" میں اس گولڈن بدھا کی تاریخ کے متعلق کہتے ہیں۔

۷۰۰ء سال پہلے بدھا کا یہ مجسمہ بنایا گیا تھا۔ اس پر سیمنٹ چڑھایا گیا۔ پھر صدیوں
تک زمانے کے سرد اور گرم سہتا رہا۔ ایک دن کسی سادھو نے اس کا چہرہ دھویا،
سیمنٹ پھٹ گیا۔ اندر سے گولڈن بدھا مسکراتا ہوا نکل آیا۔" (۶)

سنگاپور میں مسلمانوں کے تعمیر کیے گئے مساجد آج بھی مسلمانوں کی عظمت اور ہنر مندی کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ مساجد آرائش اور زیبائش میں اپنی مثال آپ ہیں۔ مسلمانوں کی ہاتھ کی نشانی ایک مسجد سنگاپور کے تلوک روڈ پر واقع ہے۔ جس کا نام "الابرار مسجد" ہے۔ اسی طرح ایک اور مسجد "سلطان مسجد" ہے۔ ان دونوں مساجد کی تاریخ کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"الابرار مسجد ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۵ء تک ہندوستانی مسلمانوں نے تعمیر کی۔۔۔۔۔۔۔۔
ایک اور مسجد "مسجد سلطان" کے نام سے ۱۹۲۸ء میں تعمیر ہوئی۔ یہ دونوں مساجد
نہایت حسین ہیں۔ پانچوں اوقات اللہ کا نام بلند کرتے ہیں۔ ان دونوں مساجد میں
تقریباً ایک ہی وقت میں چھ ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔" (۷)

قمر علی عباسی اپنے سفر نامے "لرناکا آیا" میں قبرص کی سیر و سیاحت کے احوال بیان کیے۔ قبرص سیاحوں کا ملک ہے۔ اس میں سات شہر ہیں۔ قبرص کی آبادی آٹھ لاکھ پر مشتمل ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو ۹۲۵۱ کلو میٹر کے رقبے پر مشتمل ہے۔ قبرص میں یونانی، ترک، امریکن، لاطینی اور برطانوی رہتے ہیں۔ قبرص کی تاریخ کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"اس جزیرہ کی تاریخ سات ہزار قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ جس میں ایک حصہ
سلطنت عثمانی کا بھی آتا ہے۔ ۱۵۷۱ء میں ترک فوجوں نے نکوسیاہ فتح کر لیا۔ اور ایک
طویل عرصہ حکومت کی۔ پھر برطانوی راج آیا اور ۶ اگست ۱۹۶۰ء کو زیورچ لندن
معاہدہ کے مطابق قبرص آزاد ہو گیا۔"(۸)

قمر علی عباسی عمان کے سیر و سیاحت میں پرانے مسقط کی سیر کو گیا۔ یہ پہاڑوں کے درمیان ایک پل ہے اور پل کے نیچے ایک بستی ہے، یہ بستی "پرانے مسقط" کے نام سے مشہور ہے اس بستی کے چاروں طرف دیواریں ہیں ان چار دیواروں میں چار دروازے ہیں۔ ان دروازوں کی تاریخ قمر علی عباسی کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

> "یہ پرانا مسقط ہے۔ اس کے چاروں طرف دیوار تھی۔ شہر میں داخل ہونے کے لیے چار دروازے تھے۔ مرکزی باب الخیر، باب النصیر، باب الوحید، باب الستاحب۔ آج سے ۳۰ سال پہلے سورج غروب ہونے کے بعد مرکزی دروازہ باب الخیر بند کر دیا جاتا تھا تاکہ سب خیر رہے۔۔۔"(۹)

بہاماز میں قمر علی عباسی ایک میوزیم گئے یہ میوزیم کافی پرانا تھا۔ اس کا نام "پومپی" تھا۔ اس میوزیم کو دیکھنے کے لیے دور دراز سے سیاح آتے ہیں۔ اس کے در و دیوار پر زمانہ قدیم کی مکمل تصویر دکھائی گئی ہے۔ یہ میوزیم جس جگہ پر بنایا گیا ہے ۱۷۰۰ء عیسوی میں یہاں پر غلام فروخت کیے جاتے تھے۔ اسی طرح اس میوزیم کے در و دیوار پر ساری تصویریں غلاموں کی خرید و فروخت اور ان کے ساتھ ساتھ ظلم و ستم کی سلوک کی تصویریں دکھائی گئی ہیں۔ کہیں پر غلاموں کے جسموں پر بڑی بڑی پتھریں رکھ دی گئی ہیں اور کہیں پر انہیں ننگا کر کے کوڑے مارے جا رہے ہیں۔ اس طرح یہ میوزیم اپنے عہد کی ایک مکمل تصویر پیش کرتی ہے۔ اس میوزیم کو کئی ادوار سے گزرنا پڑا قمر علی عباسی اس میوزیم کی تاریخ کے متعلق لکھتے ہیں:

> "۱۷۰۰ء میں یہ میوزیم ایک ونڈری ہاؤس تھا۔ اس میوزیم کو پرائیویٹ طور سے تین لاکھ ڈالر خرچ کر کے سیاحوں کے لیے جگہ بنادی۔۔۔۔۔ ۱۸۹۰ء میں یہ میوزیم ایک پوسٹ آفس بنا۔ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۸۶ء تک میوزیم کی یہ عمارت بہاماز الیکٹریکل کارپوریشن کا ہیڈ آفس تھا۔ ۱۹۹۲ء کو کولمبس کا جزائر بہاماز میں آنے سے پانچ سو سال منائے گئے تو اس کی مناسبت سے ہر چیز بنائی اور سنواری گئی ۱۹۹۳ء کو اس عمارت کو آثار قدیمہ کے حوالے کیا گیا اور پھر اسے قومی عجائب گھر کے سپرد کیا۔ اس عجائب گھر کے کئی کمرے ہیں۔ جس میں وہ ساز و سامان رکھا ہے۔ جو غلاموں کو سزا دینے اور کام لینے کے لیے تھے۔۔۔"(۱۰)

قمر علی عباسی کا ایک سفر نامہ "میکسیکو کے میلے" ہے۔ میکسیکو کا شہر ایک طرف امریکہ سے لگا ہے دوسری طرف بحر الکاہل کا نیلا پانی ہے۔ مہمان نوازی، ثقافت اور روایات میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ دنیا کے تمام سیاحوں کے لیے ایک تفریحی کلب ہے۔ یہاں پر شراب اور شباب دونوں عروج پر ہے۔ ملک کی آبادی ۱۰ کروڑ ہے۔ اور اسپینش قومی زبان ہے۔ یہاں پر ۶۲ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لوگ ملنسار، وقت کے پابند اور دوست نواز ہیں۔ دور دراز ممالک سے سیاح یہاں سیر کرنے آتے ہیں۔ میکسیکو کی تاریخ کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

> "میکسیکو شہر سات سو سال پہلے آباد ہوا۔ پانچ سو سال پہلے اسپین والے آئے۔ مقامی لوگوں کو تہذیب و تمدن سکھانے لگے۔ پھر اس کے بعد ہالینڈ، پرتگال اور برطانیہ

والے آئے۔ میکسیکو پرانی اور نئی تہذیب کا سنگم ہے۔ شہر میں اسپین چرچ اور پرانی
عمارتیں موجود ہیں۔۔۔"(۱۱)

بنگلہ دیش جس کا پرانا نام مشرقی پاکستان ہے۔ اس کے دارالخلافہ کا نام ڈھاکا ہے۔ قمر علی عباسی جب ڈھاکا پہنچ گئے تو وہ پہلے بنگلہ دیش کے صدر جنرل ضیاءالرحمٰن کی قبر پر پھول چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے گئے۔ جنرل ضیاء الرحمن کے بعد اس کی بیوی بیگم خالدہ ضیاء وزیر اعظم بن گئی۔ مجیب الرحمٰن جو ڈھاکا کے پہلے صدر تھے ان کو فوج نے قتل کر کے جنرل ضیاءالرحمٰن کو فوج کا صدر بنا دیا تھا۔ جنرل ضیاءالرحمٰن ۵۷ سال حکومت کرنے کے بعد اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ قمر علی عباسی اپنے سفر نامے "شونار بنگلہ" میں بنگلہ دیش کے صدر جنرل ضیاء الرحمن کے قتل کے متعلق لکھتے ہیں:

"ضیاءالرحمان کو فوج نے ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۱ء تک صدر کے عہدے پر فائض رکھا ۳۰
مئی ۱۹۸۱ء کو چٹاگانگ کے فوجی علاقے کے دورے پر گئے رات کو سرکٹ ہاؤس میں
ٹھہرے موقع پا کر فوج میں مخالف گروپ کے جنرل منظور نے صدر ضیاء کو قتل کر
ڈالا اور لاش چٹاگانگ کی پہاڑوں میں دفن کر دی۔ باغی فوج پر ضیاء کی حمایتی فوج نے
قابو پالیا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ دو ہفتے بعد ضیاء الرحمان کی لاش ڈاکہ میں لا کر
دفن کر دی گئی۔۔۔"(۱۲)

قمر علی عباسی کے سفر ناموں میں تاریخی عناصر کے ساتھ ساتھ ثقافتی عناصر بھی ملتے ہیں۔ ثقافت انسانی حیات کا مجموعہ ہے۔ یہ اپنے اندر بے شمار پہلو رکھتی ہیں۔ ثقافت میں لوگوں کی عادتیں، ان کے خیالات، نظریات، زبان و ادب، آرٹ، خوراک، رسوم و رواج، قومی اور علاقائی عناصر سب شامل ہیں۔ ثقافت کے یہ عناصر ماضی کے واقعات، تاریخ اور ادب سے جڑے رہتے ہیں۔ تمام علوم اور مہارتیں انسانی زندگی میں اسی ثقافت کی بنا پر داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسانی زندگی کا دائرہ کار کا ہر عمل ثقافت پر منحصر ہے۔ ایک سفر نامے میں تصورات، تہذیب و ثقافت اور تاریخی عناصر ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ سفر نامہ نگار اپنے ارد گرد میں جو کچھ محسوس کرتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہیں انھیں اپنے سفر نامے کا حصہ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی و ثقافتی عناصر کے حصول اور معلومات کے لیے سفر ناموں کو بنیادی ماخذ قرار دیا گیا ہے۔ قمر علی عباسی کے تمام سفر نامے تاریخی و ثقافتی عناصر کے حصول اور معلومات کے لیے اپنی مثال آپ ہیں۔

قمر علی عباسی جہاں بھی گئے سب سے پہلے وہاں کے عوام کی رہائش، کھانے پینے اور زبان کو خصوصی توجہ دی ہے۔ کہ وہ کیا کھاتے ہیں؟ کیا پیتے ہیں؟ کس طرح رہتے ہیں؟ کون سی زبان بولتے ہیں؟ ان سوالات کے جوابات کے حصول کے لیے وہ ہر ملک میں اپنے سفر کا شروعات کرتے ہیں۔ قمر علی عباسی کا سفر نامہ "شونار بنگلہ" جو بنگلہ دیش کی سیر و سیاحت پر مشتمل ہے۔ اس سفر نامے میں جب قمر علی عباسی ڈھاکہ پہنچ جاتے ہیں تو وہ وہاں اپنے ایک دوست غیاث الدین کے گھر قیام کرتے ہیں۔ غیاث الدین کے گھر میں پہلے دن جب انہیں کھانا پیش کیا گیا تو اس میں انھیں پاکستانی کھانے کا مزہ آیا۔ جس سے قمر علی عباسی صاحب بہت خوش ہوئے کیونکہ سیر و سیاحت کے دوران انھیں کسی بھی ملک میں اس طرح کا روایتی کھانا نصیب نہیں ہوا تھا کھانے کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"فنی باجی نے دوسرے کمرے میں میز پر کھانا رکھ دیا۔ کئی ڈشیں تھیں۔ ایک لڑکی
گرم گرم روٹی لانے لگی، چاول بھی تھے۔ لذیذ مرغی، ذائقہ دار سبزی، مزیدار دال
اور گرم روٹی، ناریل پانی ڈھاکے کا پہلا کھانا خوش ذائقہ کمال کا تھا۔۔۔"(۱۳)

بنگلہ دیش کے سیر و سیاحت کے دوران قمر علی عباسی ڈھاکہ کے ایک بستی میں گئے۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ بستی کے لوگ کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔ ایک بستی میں قمر علی عباسی صاحب گئے۔ بستی کا منظر انھوں نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

"سڑک کے کنارے چھوٹی چھوٹی دکانیں اور ان کے ساتھ اندر کی طرف جاتی تنگ گلیاں ہمیں اندر لے گئیں۔ یہاں جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر ہیں۔ چھوٹے تنگ مکانوں پر ٹاٹ کے پرانے پٹے ہوئے پردے نظر آتے ہیں۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے بچے ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ صرف ایک نل ہے جہاں سے عورتیں لڑکیاں پانی بھر رہی ہیں۔ چار لڑکے ایک کونے میں کھڑے زور زور سے بول رہے تھے شاید کسی بات پر جھگڑ رہے ہیں۔۔۔"(۱۴)

قمر علی عباسی کا ایک سفر نامہ "میکسیکو کے میلے" ہے۔ اس سفر نامے میں میکسیکو کی ایک خاص رسم کے متعلق لکھتے ہیں۔ یہ رسم صدیوں سے چلی آرہی ہے ز۔ اس رسم کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"میکسیکو میں جب لڑکی ۱۵ سال کی ہوتی ہے۔ اس کے بالغ ہونے کی تقریب کی جاتی ہے۔ رقص، موسیقی، کھانے دانے۔ یہ ایک طرح کا اعلان ہوتا ہے لڑکی شادی کے قابل ہے۔ میکسیکو میں ۱۶ سال سے ۱۵ سال کرنے کے بعد بھی عورتوں کی اوسط عمر ۷۵ اور مردوں کی ۶۸ ہوتی ہے۔۔۔" (۱۵)

قمر علی عباسی کا ایک سفر نامہ "لنکا ڈھائے" ہے جو سری لنکا اور کولمبو کی سیر و سیاحت پر مشتمل ہے۔ قمر علی عباسی سری لنکا کے ایک شہر کینڈی میں گئے۔ وہاں پر جب کوئی سیاح یا باہر سے کوئی مہمان جاتا ہے۔ تو ڈھولک اور ڈھولکیوں سے ان کا شاندار استقبال کرتے ہیں۔ یہ ان کا روایتی طریقہ ہے۔ اور پھر ان کے سامنے رقص بھی پیش کرتے ہیں۔ قمر علی عباسی کے سامنے جو رقص پیش کیا گیا، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"اسٹیج پر ہلکی موسیقی کے پس منظر میں تین لڑکیاں آگئیں انہوں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ ناچنے لگیں یہ پوجا رقص ہے۔ پوجا رقص میں رنگین لباس پہنے تین نوجوان داخل ہو گئے۔ لڑکیوں کی توجہ ان کی طرف ہو گئی۔ لڑکوں نے جب یہ دیکھا تو خوشی میں الٹی قلابازیاں لگانے لگے۔ لڑکے ایک طرف اور لڑکیاں دوسری طرف چلی گئیں۔ اور سٹیج خالی ہو گیا۔۔۔"(۱۶)

قمر علی عباسی کا سفر نامہ "چلا مسافر سنگاپور" تین ممالک کی سیر و سیاحت پر مشتمل ہے۔ (تھائی لینڈ ملیشیا اور سنگاپور)۔ قمر علی عباسی جب تھائی لینڈ گئے تو سب سے پہلے تھائی لینڈ والوں کی تعلیمی معیار کا مشاہدہ کیا۔ تھائی لینڈ میں تین موسم ہوتے ہیں۔ لیکن تینوں گرم ہیں۔ لیکن یہ موسم ان کے پڑھائی لکھائی اور روزمرہ زندگی کے کاموں پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ غربت کی وجہ سے یہ لوگ پڑھائی کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دے رہے۔ قمر علی عباسی ان کی تعلیمی معیار کے بارے میں کہتے ہیں:

"تھائی لینڈ میں ۶ سے ۱۲ سال تک تعلیم ضروری ہے۔ اس لیے آبادی کا زیادہ حصہ پڑھا لکھا ہے۔ تھائی لوگ انگریزی مشکل سے سمجھتے ہیں۔ یونیورسٹی تک صرف دو

فیصد پہنچتے ہیں۔ باقی دو راہوں، سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر رہ جاتے ہیں۔ دکانوں، دفتروں اور ٹھیلوں پر اسی لیے کہ ۱۸ سال کے بعد تعلیم حاصل کرنے کے اخراجات والدین کو اٹھانے پڑتے ہیں۔ وہ غریب اپنا بوجھ نہیں اٹھاسکتے تعلیم کا تصور کیا کریں گے۔۔۔"(۱۷)

ہر ملک کی اپنی کوئی خاص اشیاء ایسے ہوتے ہیں جن سے اس ملک کی پہچان ہوتی ہے۔ یعنی چیزیں دیکھ کر بندہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ فلاں ملک کا بنایا ہوا ہے۔ بہاماز کے جزیرے میں قمر علی عباسی کی ملاقات ایک خاتون سے ہو جاتی ہے۔ خاتون اپنی عمر چھیاسی (۸۶) سال بتاتی ہے۔ خاتون کا نام "جوائین" ہے۔ لیکن جزیرے کے لوگ اسے پیار سے "ماما" بولتے ہیں۔ "ماما" کے ہاتھوں میں جادو ہے۔ معمولی معمولی تنکوں سے وہ مختلف اشیاء بناتی ہیں۔ ان کی یہی اشیاء بہاماز سے باہر بھی بھیجی جاتی ہے۔ بہاماز کے سوغات کے طور پر سیاح اپنے ساتھ بھی لے جاتے ہیں۔ تنکوں سے بنی ہوئی اشیاء "ماما" اور بہاماز جزیرے کی پہچان بن چکے ہیں۔ "ماما" تنکوں سے چیزیں بناتی ہیں۔ ان کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"گڑریا، ٹوپیاں، ہیٹ، چھتریاں، ٹھوکریاں بنائے جاتے ہیں۔ خوبصورتی کے لیے شوخ رنگوں کے پھول ان کے درمیان میں بنائے جاتے ہیں۔۔۔"(۱۸)

"ماما" کے روایتی لباس کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"انھوں نے پھولوں بھرا لباس پہنا تھا۔ سر پر تنکوں کا ہیٹ اور اس میں کپڑے کے سرخ نیلے پھول، دو چوٹیاں دائیں بائیں کندھے پر پڑی تھیں۔ ماما گاہکوں کو متوجہ کر رہی تھی۔ لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور ماما کی پتلی سیاہ انگلیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔۔۔"(۱۹)

زبان وہ ذریعہ ہے جس سے ایک انسان اپنے خیالات، احساسات و جذبات کا اظہار کر سکتا ہے۔ یہ عمل اس وقت مفید اور موثر ثابت ہو گا کہ دوسرا سننے والا شخص اس زبان کو سمجھتا ہو۔ قمر علی عباسی بھی جب بھی کسی ملک جاتا ہے تو اسے ہر وقت زبان سمجھنے اور بولنے کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح مقامی لوگ ہر زبان نہیں سمجھ سکتے اس دوران ایک ملک کی قومی زبان اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بہاماز کا قومی زبان کون سی ہے اس کے متعلق قمر علی عباسی صاحب لکھتے ہیں:

"اس خطے (بہاماز) میں "یونانی" قومی زبان ہے۔ انگریزی ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ فرینچ اور جرمن بھی سمجھی جاتی ہے۔۔۔"(۲۰)

دنیا کے تمام اقوام میں شادی کا رواج عام ہے۔ ہر قوم کے لوگ اپنے اپنے مذاہب کے مطابق شادی بیاہ کے رسومات ادا کرتے ہیں۔ قبرص کے جزیرے میں جب کوئی سول میرج کرتا ہے۔ تو ان کے لیے چند شرائط رکھے گئے، جو شادی کرنا چاہتا ہو اسے پورا کرنے ہوں گے۔ ان شرائط کے متعلق قمر علی عباسی لکھتے ہیں:

"قبرص میں جب کوئی سول میرج کرنا چاہے تو ذاتی طور پر میونسپلٹی میں درخواست دیں۔ تاکہ لائسنس مل سکے۔ خواہش مند حضرات کے لیے کم از کم ۱۷ دن قبرص میں رہنا ہو گا۔ اس کی فیس ۲۲ پاؤنڈ ہے۔۔۔(۲۱)

زندگی فانی ہے۔ ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن اس صفحہ ہستی سے فنا ہونا ہے۔ موت ایک حقیقت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہر قوم کے لوگوں کی رسم و رواج مختلف ہونے کی طرح کسی انسان کے موت پر طور طریقے بھی تبدیل ہوتے ہیں۔ قمر علی عباسی نے سنگاپور میں ایک ایسا گھر دیکھا۔ جہاں پر ایک بوڑھے کا انتقال ہوا تھا۔ لیکن موت کے وقت بھی وہاں پر تقریب (شادی بیاہ) کا سماں تھا۔ قمر علی عباسی نے وہاں پر جو دیکھا اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"راستے میں ایک گھر نظر آیا۔ جس میں تقریب کا سماں تھا۔ راجم (گائیڈ) نے بتایا یہاں ایک بوڑھا مر گیا ہے۔ جب کوئی بوڑھا مر جاتا ہے تو اس لاش کو تین دن تک رکھا جاتا ہے۔ اس عرصے میں سارے رشتہ دار اس کے گھر میں جمع رہتے ہیں۔ ان کی تفریح اور کھانے کا اچھا انتظام کیا جاتا ہے۔ وقت گزارنے کے لیے وہ رات کو جوا بھی کھیلتے ہیں۔ پھر دھوم دھڑکے سے اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔۔۔"(۲۲)

قبرص کے جزیرے میں قمر علی عباسی ساحل سمندر پر گئے۔ اس سمندر کے ساحل پر ایک جہاز کھڑا تھا۔ قمر علی عباسی اس جہاز میں داخل ہوئے۔ قبرص والوں کی یہ روایت ہے کہ وہ ہر سیاح کو اپنی روایتی انداز میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ انہوں نے اس جہاز میں قمر علی عباسی کو جس روایتی انداز میں خوش آمدید کہا اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"جب ہم جہاز میں اوپر پہنچے ایک عجیب سی شکل کے آدمی نے گھونسا مارنے کے لیے ہاتھ چلایا، جو ہماری ناک کے پاس آکر رک گیا۔ ہم اس اچانک حملے کے لیے تیار نہ تھے۔ اسی لیے پیچھے ہٹے پشت پر آنے والی ایک خاتون سے ٹکرا گئے۔ سب ہنسنے لگے۔ اس بیہودگی کو خوش آمدید کہا جا رہا تھا۔ ہم شرمندہ ہوئے۔۔۔" (۲۳)

اس کے بعد شراب اور شباب کی باتیں شروع ہو گئی۔ قمر علی عباسی نے بھی ناچ اور ڈانس میں خوب حصہ لیا۔ قبرص کا روایتی ڈانس پورے جسم کو تھرکنا ہے۔ بعض لوگ تفریح دینے کے لیے سٹیج پر لطیفے سنا رہے تھے۔ شراب کے گلاس کو آپس میں ٹکرا کر پیتے تھے، قہقہے لگاتے تھے، ناچتے تھے، ہر ایک اس منظر سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس منظر کو قمر علی عباسی نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

"ایک طرف لطیفے تھے، دوسری طرف لوگ ناچنے لگے، شراب کا نشہ چڑھنے لگا۔ پھر مرد اور خواتین آپے سے باہر ہونے لگے۔ کئی خواتین نے ہم پر بھی حملے کیے لیکن ہم اس طرف گئے جہاں ہمارا لباس ٹنگا تھا۔ ڈاکوؤں کا لباس اتار کر شریفوں والا پہنا تاکہ اخلاق و آداب کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دیں۔"(۲۴)

قمر علی عباسی کے تمام سفر ناموں نے تاریخ میں ماضی کے واقعات کو زندہ کیے ہیں۔ زندہ لوگوں کی ثقافتی زندگی کو پوری جوبن کے ساتھ دکھائی ہیں۔ جس ملک میں جو روایات ہیں، جو کھانا پینا، عادات و اطوار، کھیل تماشے ہیں، ان سے اپنے سفر ناموں کو مزین کیا ہے۔ قمر علی عباسی صاحب کے سفر ناموں کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ وہ ہر سفر نامے میں آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ کسی ملک کے تاریخی اور ثقافتی عناصر کا بہت قریب سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کے سفر ناموں کی دنیا تخیلات سے پاک ہے۔ صرف حقائق پر مبنی ہے۔ قمر علی عباسی کی اس خاصیت نے انہیں سب سے الگ رکھا اور بیسویں صدی کے سفر نامہ نگاروں میں بہت کم عرصہ میں اعلیٰ مقام پایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر انور سدید، اردو ادب میں سفر نامہ، اُردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۷ء، ص:۴۷

۲۔ مجتبیٰ حسین، فلیپ (کنیڈا انتظار میں ہے) ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۶ء

۳۔ ظہیر احمد صدیقی، سخن سچن، (دیکھ لیا ایران) از فضل للموسی، لاہور، الحروف ۴۵ شاہراہ قائد اعظم، لاہور، ص:۷

۴۔ قمر علی عباسی، لنکا ڈھائے، ویلکم بک پورٹ، کراچی، جولائی ۲۰۱۱ء، ص:۲۲

۵۔ ایضاً، ص:۲۷

۶۔ قمر علی عباسی، چلا مسافر سنگاپور، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص:۳۰

۷۔ ایضاً، ص؛ ۱۳۷

۸۔ قمر علی عباسی، لرناکا آیا، (سفر نامہ قبرص)، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۶۷

۹۔ قمر علی عباسی، عمان کے مہمان، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص:۵۷

۱۰۔ قمر علی عباسی، ناسوہرا ہے، (سفر نامہ بہاماز)، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۰ء ص:۸۵

۱۱۔ قمر علی عباسی، میکسیکو کے میلے، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص:۹۶

۱۲۔ قمر علی عباسی، شونار بنگلہ، (سفر نامہ بنگلہ دیش)، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۱

۱۳۔ ایضاً، صفحہ ۲۵

۱۴۔ ایضاً، صفحہ ۲۷

۱۵۔ قمر علی عباسی، میکسیکو کے میلے، ص:۱۱۰

۱۶۔ قمر علی عباسی، لنکا ڈھائے، ص:۱۱۵

۱۷۔ قمر علی عباسی، چلا مسافر سنگاپور، ص:۳۲

۱۸۔ قمر علی عباسی، ناسوہرا ہے، ص:۴۵

۱۹۔ ایضاً، ص:۔۴۶

۲۰۔ ایضاً، ص:۵۰

۲۱۔ ایضاً، ص: ۵۱

۲۲۔ قمر علی عباسی، چلا مسافر سنگاپور، ص ۱۳۱

۲۳۔ قمر علی عباسی، لرناکا آیا، ص:۹۱

۲۴۔ یضاً، ص ۹۳

Reference in Roman Script:

1. Anwer sadid, Dr.Travelogues in Urdu Literature,Urdu ,Acadmy ,Lahor,1987, p:47
2. Mujtaba Husian flap,Canada is waiting,Welcome,Book ,Port ,Karachi,2006
3. Zahir Ahmed Sadiqi,Sukhm.e,Sachchan,Iran has been seen,from,Fazal Malosi,Lahor,Alhoroof45 ,Highway of Qauid.e.Azam,Lahor, p:7
4. Qamer Ali Abasi,Laid Waste to Lanka ,Welcom, Book port,Karachi,,2011, p:22
5. Ibid , p: 27
6. Qamer Ali Abasi,The Traveler Went to Singapore, Welcom, Book port,Karachi, 2006 p:30
7. Ibid, p:137
8. Qamer Ali Abasi, Came to Larnaka,(Travelouge of Cyprus), Welcom, Book port, Karachi, 2000, p:67
9. Qamer Ali Abasi, Guests of Oman, Welcom, Book port,Karachi, 2009, p:57
10. Qamer Ali Abasi, Nassau is Green.,(Travelogue of the Bahamas),welcome, Book Port,Karachi, 2000,p:85
11. Qamer Ali Abasi, Festivals of Mexico, Welcom, Book port,Karachi, 2008, p:96
12. Qamer Ali Abasi, Golden Bungalow,(Travelogues Bangladesh) , Welcom, Book port,Karach , 2004, p:31
13. Ibid,p :25
14. Ibid,p:27
15. Qamer Ali Abasi, Festivals of Mexico , p :110
16. Qamer Ali Abasi, Waste to Lanka , p :115
17. Qamer Ali Abasi, The Traveler Went to Singapore , p :32
18. Qamer Ali Abasi, Nassau is Green, p :45
19. Ibid,p :46
20. Ibid p:50
21. Ibid, p:131
23. QamerAli Abasi,Cameto Larnaka, p :91
24. Ibid, p:93